سید یونس الحسنی

عذر گناہ بدتر از گناہ

جنرل پرویز مشرف جب سے اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہوئے ہیں، کئی اپنوں اور بہت سے غیروں نے لاتعداد نامانوس راگنیاں چھیڑ رکھی ہیں جو پاکستان کی اساس، سلامتی و استحکام اور بقا کے مختلف النوع تقاضوں سے قطعاً میل نہیں رکھتیں۔ اترسوں بھارتی نائب وزیر اعظم ایل کے ایڈوانی نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ ایک زہر آلود تجویز پیش کی کہ:

''پاکستان اور بھارت علیحدہ علیحدہ ملک بننے کے باوجود ان کے مسائل حل نہیں ہو سکے۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ یہ دونوں ممالک اپنی خودمختاری کے اندر رہ کر کنفیڈریشن بنالیں۔''

ورلڈ بلائنڈ کرکٹ کونسل کے چیئرمین گزشتہ دنوں پاکستان آئے ہوئے تھے۔ اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے بھی ایسی ہی بڑ ہانکی کہ ''سپر پاور بننے کے لیے پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کو آئندہ دس سالوں میں ایک فیڈریشن بن جانا چاہیے۔'' اسی طرح چند ماہ پیشتر امریکن تھنک ٹینک کے پینٹا گان سے جاری کردہ بیانات بھی کڑوے کسیلے اور شدید تشویشناک مواد سے لبریز تھے جن میں کہا گیا تھا کہ 2015ء تک کئی زبانیں اور ریاستیں اپنا وجود کھو کر ایک دوسرے میں ضم ہو جائیں گی۔ نیز برصغیر کا جغرافیہ ایک بار پھر بدل سکتا ہے۔ خصوصاً پاکستان ناکام ریاست ثابت ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب ہمارے اپنے وزیر اعظم جمالی نے بھی ایسی ہی بات کہی ہے جو ہر محبِّ وطن کے دل میں ترازو ہو گئی ہے اور اہل وطن کے رنج و غم میں اضافہ ہو گیا ہے، وہ بجا طور پر سوچنے لگے ہیں بقول کسے:

چوں کفر از کعبہ برخیزد
کجا ماند مسلمانی

جناب جمالی نے ایک بھارتی میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے نظریہ پاکستان کا کریا کرم کرنے کی نامسعود سعی کی اور یہاں تک کہہ ڈالا کہ:

''دو قومی نظریہ پچاس سال پہلے کی بات ہے۔ اب ایک قومی نظریہ بن چکا ہے۔ قیام امن اور باہمی تنازعات کے حل کے لیے دو ملکوں کو اپنے موقف کی قربانی دینا ہوگی۔''

(روزنامہ ''نوائے وقت، اسلام'' یکم مارچ 2004ء)

سرکاری سطح پر جتنے وفود بھارت یاترا کرتے ہیں۔ دہلی یا دیگر شہروں میں جا کر وہ ایسی ہی زبان استعمال کرتے

ہیں کہ ''پاکستان بھارت ایک ہی وجود کے دو حصے ہیں۔ ہماری تہذیب وثقافت ایک ہے اور شناخت بھی۔'' وطن واپس لوٹتے ہی انہیں حب الوطنی کا دورہ پڑنے لگتا ہے کہ لوگ تکہ بوٹی نہ کر ڈالیں۔ عالمی پنجابی کانفرنس کے نام پر کھڑاگ کرنے والے چھچھوندر نما دانشور بھی ایسے ہی اناپ شناپ راگ الاپتے نظر آتے ہیں اور حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تحریک پاکستان کا اساسی نکتہ کیا تھا؟ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا نعرۂ رستہ خیز کیوں بلند کیا گیا، بٹوارے پر خون کی لکیر کیوں کھینچی گئی، اس دھرتی کی عفت مآب بیٹیوں کی عصمتوں کے آبگینے کیوں توڑے گئے، ان کے جسموں کے اعضاء کو گاجر مولی کیوں سمجھا گیا، معصوم بچوں کو نیزوں پر کیوں اچھالا گیا، اس سرزمین پر جنم لینے والے جوانوں اور بوڑھوں کو چارے کی طرح کیوں کاٹا گیا؟ جمالی اور ایڈوانی جواب دیں جو اپنے مجاہدوں کا خون فراموش کر دے' اسے اردو اور تمام ہندو بھاشاؤں میں کیا نام دیا جاتا ہے؟ ہم اپنے دلاوروں اور وفاداروں کے بے گور وکفن لاشے بھول جائیں اور کنچنیوں کی طرح بے شرم بن کر واجپائی، ایڈوانی اور اکال تخت کے پانچ پیاروں کی باہوں میں باہیں ڈال کر بھنگڑا الڈی ڈالیں، رنگوں کی ہولی کھیلیں، یہ بش، بلیئر اور گاندھی کے لے پالکوں کو مبارک ہو ہم فقیر تو اس بوجھ کے متحمل ہی نہیں۔ عوامی ردّعمل اور گرفت کے خوف سے وزیراعظم سیکرٹریٹ کے ترجمان نے اخبارات کو فرمودہ جمالی کی وضاحت جاری کی ہے جو ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کے مترادف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

> ''وزیراعظم نے بھارتی ہفت روزہ فرنٹ لائن کو انٹرویو میں ایک قومی نظریہ پاکستان کے بطور ایک قوم کے تناظر میں پیش کیا تھا۔ انہوں نے تحریک پاکستان کے دوقومی نظریہ کے تناظر میں بات نہیں کی تھی۔''

غور فرمائیے! کس قدر ابہام آلودہ تردیدی بیان ہے۔ لگتا ہے دوقومی نظریہ سے پسپائی افغان اور کشمیر پالیسی سے یوٹرن کے سلسلۂ فاجعہ ہی کی ایک کڑی ہے۔ ایک دبنگ مسلم لیگی سپوت سے وجہ وجود پاکستان میں شاخ نکالنے کی ہرگز توقع نہیں تھی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جمالی صاحب نے اچن چیت جو ولندیزی لقمے چلانے شروع کر دیئے ہیں' اس کا خاص پس منظر ہے۔ بالفاظِ دیگر وہ جنرل پرویز کی پیروی میں حد سے گزر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اساس پاکستان کو یک قومی نظریہ قرار دینے کا قاعدہ نکالنے سے بھی نہیں ہچکچائے۔

یادش بخیر! 1938ء کے اوائل میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ ''اہل مغرب کے نزدیک آج کل قومیں اوطان سے بنتی ہیں'' تو حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی غیرت دینی کے پیش نظر سخت گرفت کی اور ایک طرا نظم بھی کہہ ڈالی۔ حالانکہ حضرت مدنیؒ نے مغربی فلسفۂ سیاست کی بات کی تھی' تبلیغ نہیں جسے علامہ مرحوم تک غلط انداز میں پہنچایا گیا۔ حقیقت حال جاننے پر انہوں نے حضرت مدنی سے معذرت کر کے وہ اشعار بھی قلم زن کر دیئے تھے مگر اس وقت کی مسلم لیگی قیادت نے حضرت مدنیؒ کے خلاف ایک طوفان

بدتمیزی اٹھالیا تھا۔ آج اسی مسلم لیگ کا مقتدر لیڈر اس سرزمین پر رہنے والے ہندو، سکھ، عیسائی، مرزائی، بہائی اور دیگر اقلیتوں کو بشمول مسلمان ایک ہی قوم قرار دے رہا ہے۔ تعجب ہے (ق) لیگ کا کوئی چھوٹا بڑا اس پر سانس ڈکار نہیں لے رہا۔ شاید انہوں نے اب یہی پالیسی ترتیب دی ہے۔ بڑے ستم کی بات ہے کہ موجودہ لیگی قیادت بش کے خود کاشتہ پودے کی سرپرستی میں کھائی خندق برابر کئے جارہی ہے جو اس امرکی عکاس ہے کہ یہ پینٹا گان کی تراشیدہ پالیسیوں پر بہ صمیم قلب صاد کرتے ہوئے امریکن تھنک ٹینک کے دیئے ہوئے اشارات کو عملی شکل دینے میں ہر طرح ممد و معاون ہے۔ یہ کوئی نیک شگون نہیں کہ ہماری عسکری و سول حزب اقتدار ایٹمی پاکستان کے معماروں پر ہاتھ صاف کرنے کے بعد بنیاد پاکستان یعنی دو قومی نظریے کو نصف صدی پرانا کہہ کر بے توقیر کر رہی ہے۔ لوگوں کی بے حسی اور پیٹ پرستی بھی تمام حدود سے متجاوز ہو چکی ہے جسے ہتھیار بنا کر حکمران وطن عزیز کو ہر اعتبار سے خطرات کے اندھے غاروں میں دھکیلے جارہے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے وہ اس کی تاریخ جغرافیہ اور شہریت سب کچھ بدل دینا چاہتے ہیں۔ خون شہیدانِ وطن پکار پکار کر کہہ رہا ہے:

اس سے پہلے کہ کوئی قہر کا طوفاں ٹوٹے
تم سنبھل جاؤ تو بہتر ہے مرے ہم وطنو

☆☆☆

(بقیہ از صفحہ 29)

مسلمان امن کا پیامبر ہے، لیکن جب ایمان اور اسلام پر کڑا وقت آجائے تو پھر اس کے ہاتھوں میں امن کی قراردادیں نہیں شمشیر وسناں ہوتی ہیں کہ غیرت کی موت میں ہی حیاتِ جاودانی کا راز مضمر ہے۔ جس کا عملی نمونہ چیچنیا، افغانستان اور اب عراق کے غیور مجاہد پیش کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف دین کے دشمنوں کی قید میں گوانتانا موبے میں اسلام کے قابل فخر فرزند اور عزیمتوں کے نشانِ عظیم اپنوں ہی کی بے وفائیوں کے شکار، ہماری بے حسی اور طوطا چشمی پر خون کے آنسو رو رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ تمام خطرات وعواقب سے بے نیاز کیا حکمران اور کیا عوام، بسنت کے مزے اُڑا رہے ہیں۔ ہمارے دل ہی احساس سے عاری نہیں ہوئے بلکہ ہماری روحیں بھی تمام دینی وانسانی جذبات کے بانجھ پن کی نذ ہو چکی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فصل گل مہکنے کو ہے لیکن مجاہدین اسلام کی زخموں سے چور روحیں، بہاروں سے دور، اپنوں کی مہربانیوں سے پت جھڑ کے عذابوں سے گزر رہی ہیں۔